سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (۸/۳)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم۔ اے
۱۴۔ وارث روڈ لاہور } ایڈیٹر انچیف

پادری غلام مسیح صاحب
میکلوڈ روڈ۔ لاہور } اسسٹنٹ ایڈیٹر

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب
ایم۔ اے۔ ایمپرس روڈ۔ لاہور } مینجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینجر صاحب نور افشاں ہونا چاہئے تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کرکے دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴۵ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۱۹ نومبر ۱۹۲۶ء | نمبر ۴۷

غزل
بچوں کے لئے

مجھے صورت دکھا جا مسیح جی یا شہِ عالی
تمہارا ہوں میں دیوانا مسیح جی یا شہِ عالی

تمہارے جام الفت سے مرے منجی مرے مولا
بھرا ہو میرا پیمانا مسیح جی یا شہِ عالی

مجھے زنجیر عصیاں نے بہت سختی سے جکڑا ہے
خدارا تم چھڑا جانا مسیح جی یا شہِ عالی

غمِ سوزِ جدائی سے مرا دل بطرح شاہا
جلا ہو شل پروانا مسیح جی یا شہِ عالی

شرابِ ناب بھر بھر کر پلا دو اپنے صدقہ میں
مری حسرت مٹا جانا مسیح جی یا شہِ عالی

لگی رہتی ہیں آنکھیں سوئے گردوں انتظاری میں
تمہارا ہوگا کب آنا مسیح جی یا شہِ عالی

کروں سرکار کے قدموں پہ میں جان و جگر صدقہ
یہی جی میں ہے اب ٹھانا مسیح جی یا شہِ عالی

اگر شیطاں زبردستی مجھے اپنی طرف کھینچے
تمہارا لوں پکڑ شانا مسیح جی یا شہِ عالی

رسا کی غرض اتنی ہے تری درگاہ میں مولا
مرادیں دل کی بر لانا مسیح جی یا شہِ عالی

مسیح کی ہ کا اظہار دانستہ نہیں کیا گیا۔ کیونکہ بچوں کے لئے مشکل امر ہے۔ ارباب فن مسیحا جی شہِ عالی پڑھیں۔

رسا بریلوی

غزل
جناب مہجور کے قلم سے

عالمِ فانی سے دل اپنا لگانا ہے عبث
جانِ شیریں اسکے پھندے میں پھنسانا ہے عبث

چند روزہ ہے بشر کا دارِ فانی میں قرار
یہ سرا ہے اور سرا میں گھر بنانا ہے عبث

نہ رہا مظلوم اور ظالم بھی نہ رہ جائیگا
روز و شب ظالم کا بیکس کو ستانا ہے عبث

مال و دولت سب یہاں رہ جائیگا اکدن ضرور
اسکے پیچھے زندگی اپنی گنوانا ہے عبث

جو گیا دنیا سے پھر وہ لوٹ کر آتا نہیں
سر پٹکنا رو رو اور آنسو بہانا ہے عبث

دل ہوا نہ صاف پہلے داغِ عصیاں سے اگر
طوافِ کعبہ اور دریا کا نہانا ہے عبث

دل مکدر ہو تو ہے بے فائدہ روزہ نماز
مندر و مسجد میں اور گرجے میں جانا ہے عبث

ایک دن کھل جائیگی گو راز سربستہ ہے اب
چھپ نہیں سکتی بدی اسکا چھپانا ہے عبث

دل سے ملنا چاہئے انسان کو انسان سے
یوں دکھانے کے لئے ملنا ملانا ہے عبث

جسمِ خاکی کو یہاں مٹی میں ملنا ہے ضرور
اطلس و ریشم سے یاں تن کو سجانا ہے عبث

مل گیا مٹی میں گل دو دن بہار اپنی دکھا
دیکھ اے غنچہ یہاں ہنسنا ہنسانا ہے عبث

کہہ دو بلبل سے خزاں بھی آئیگی بعد از بہار
فرطِ مستی سے چمن میں چہچہانا ہے عبث

جانتے ہیں ہم تجھے چپ رہ ہمارے سامنے
تیرا اے مہجور یہ باتیں بنانا ہے عبث

کلیسیائے انگلستان کے ہندوستانی مسیحی خبردار ہو جائیں

خدا بھلا کرے پادری ہائیڈ صاحب کا جنہوں نے ماہ نومبر کے ڈایوسیسن میگزین میں اپنی صدائے احتجاج کو بلند کرکے کلیسیائے انگلستان کے انگریزی خواں مسیحیوں کو ایک نہایت زبردست خطرہ سے آگاہ کر دیا ہے۔

ناظرین سوال کرینگے کہ کس "زبردست خطرہ" سے؟ ناظرین کو یاد ہوگا کہ گذشتہ تین سال سے کلیسیائے انگلستان کے زعما کے سامنے یہ سوال درپیش ہے کہ کلیسیائے ہندوستان کو انگلستانی قوانین کے شکنجہ سے باہر کرکے آزاد کیا جائے۔ ہندوستانی اسباب

سے خوش تھے اور ہیں۔ وہ تو یہی چاہتے ہیں کہ خدا وہ دن جلدی لائے جب کلیسیای ہندوستان آزاد ہوجائے اور ایک ملک کے قوانین سے (جو چیپٹر ایسل ہم سے دور اور ساتوں سمندر پار ہے) آزاد ہو کر ایک خود مختار کلیسیا بنجائے کیونکہ انگلستان کے حالات ہمارے ملک کے حالات کے مطابق نہیں ہیں اور نہ ہی ہمارے ملک کو مد نظر رکھ کر وہ قوانین وضع کئے گئے تھے۔ لہٰذا ہندوستانی مسیحی اس بات سے خوش ہیں کہ انڈین چرچ میژر یعنی قانون کلیسیای ہندوستان پارلیمنٹ میں پاس ہوجائے اور ہم آزاد ہوجائیں۔

لیکن بعض انگریز مسیحی اس امر کے مخالف تھے کہ ہندوستان کی کلیسیا آزاد کی جائے۔ اُن کا خیال تھا کہ اگر کلیسیای ہند آزاد ہوگئی تو نا معلوم یہ ہندوستانی کیا آفت ڈھائینگے اور ان کے انگریزی گرجاؤں میں ہندوستانی زبان میں عبادت کیا کرینگے اور ان کو جوتیاں اُتار کر فرش پر بیٹھنا پڑیگا اور نا معلوم کیا کیا نامعقول خیالات ان اصحاب کے دلوں میں پیدا ہوگئے کہ انہوں نے اخباروں میں ایسا غل مچا دیا کہ الاماں جو انگریزی اخبار اُٹھاؤ ان میں ایک عرصہ تک یہی بحث اور یہی بے ہودہ خیالات ملتے تھے۔ یہاں تک کہ کینن ویسٹرن صاحب دہلوی۔ اسقف صاحب بمبئی بلکہ میٹروپولیٹن اسقف صاحب کلکتہ تک کو ان نامعقول خیالات کی تردید کے لئے قلم اُٹھانی پڑی۔ لیکن ان اصحاب نے دم نہ لیا۔ جب تک ان کو یہ یقین دلایا نہ گیا کہ پارلیمنٹ جو قانون پاس کریگی اس میں اُن کے حقوق کی حفاظت خاص طور پر صریح الفاظ میں کی جائیگی تب انگریزی اخبارات کو چین آیا۔ اور اب ماہ نومبر کی ۱۰ تاریخ کو لاہور کی اسقفی کونسل کا اجلاس ہوگا جس میں اس قانون کے مسودہ پر غور کیا جائیگا خدا کرے کہ یہ مسودہ پاس ہو کر جلدی قانون بنجائے۔

لیکن جس بات کے خلاف پادری ہانیڈ صاحب نے اپنی صدای احتجاج بلند کی ہے اور جسکی بابت حقیر اپنے اردو خواں مسیحی برادران کو آگاہ کرنا چاہتا ہے وہ "ضابطہ کلیسیای ہند" ہے۔ پادری ہانیڈ صاحب کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ضابطہ پر غور صرف اسی اجلاس میں ہوگا اور اس کے بعد اس ضابطہ پر نکتہ چینی کرنے یا تجویز و ترمیم پیش کرنے کا کسی کو مجاز نہ ہوگا۔ ناظرین کو یاد رکھنا چاہئے کہ قانون کلیسیای ہند ایک بات ہے اور ضابطہ کلیسیای ہندوستان بالکل دوسری بات ہے۔ ہم ہندوستانی پہلے قانون کے موید ہیں لیکن دوسرے ضابطہ کے مخالف ہیں۔

اب اگر یہ بات صحیح ہو کہ ضابطہ پر صرف اسی اجلاس میں بحث ہوسکتی ہے تو تمام ہندوستانیوں کو متفق ہو کر اس پر اپنی صدای احتجاج بلند کرنی چاہئے۔ یہ ضابطہ انگریزی مسیحیوں کے لئے اچھا ہو تو ہو لیکن ہندوستانی کلیسیا کے لئے بُرا ہے پادری ہانیڈ صاحب کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ضابطہ مشنری صاحبان کو بھی پسند نہیں ہے۔

اگر کوئی سوال کرے کہ ہندوستانی مسیحیوں کے لئے یہ ضابطہ کیوں بُرا ہے تو میں یہ جواب دونگا کہ یہ ضابطہ ہندوستانی کلیسیا کے وجود اور اُسکی نشو و نما اور ترقی کی راہ میں سخت رکاوٹ کا باعث ہے اور جس شخص نے سرسری نظر سے بھی اس ضابطہ کا مطالعہ کیا ہو وہ خود اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہوسکتا کہ اس میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جو ہندوستانی کلیسیا کے لئے مضر ہیں۔ پس جب تک ان باتوں کو اس ضابطہ میں سے خارج نہ کیا جائے یہ ضابطہ ہرگز منظور کیا جانا نہیں تو یہ بات ہر شخص پر عیاں ہو جائیگی کہ بے سمجھ انگریزوں کے نامعقول خیالات کی بمقابلہ ہندوستانیوں کے معقول خیالات سے زیادہ قدر کی جاتی ہے۔

اب میں ضابطہ کی چند ایک باتوں کا مختصر بیان کرنا چاہتا ہوں جو میرے خیال میں کلیسیای ہندوستان کی ترقی اور نشو و نما میں سد راہ ہیں۔

(۱) یہ ضابطہ اس لئے بنایا گیا ہے کہ کلیسیای ہندوستان کے قوانین وغیرہ اس اقلیم کے حالات اور ضروریات کے مطابق ڈھالے جاسکیں۔ لیکن اس ضابطہ کے مختلف اجزا میں سینکڑوں ایسی باتیں موجود ہیں جو ہندوستانی حالات کے مطابق نہیں ہیں جیسا میرے ایک مشنری مہربان نے پچھلے سال مجھ سے کہا تھا کہ اگر میرے بوٹ کو پگڑی کہا جاسکتا ہے تو اس ضابطہ کو بھی ہندوستانی کہا جاسکتا ہے۔

(۲) اس ضابطہ میں نسلی امتیاز موجود ہے۔ یعنی انگریزوں پر ہندوستانی اُسقف نگہبان نہ ہوں۔ خواہ وہ ہندوستانی اُسقف کے علاقہ میں ہی رہتے ہوں۔ لیکن ہندوستانیوں پر انگریز اسقف ہوسکتے ہیں خواہ وہ اُن کی زبان رسوم و ضروریات اور علم و ادب سے بے بہرہ ہی کیوں نہ ہوں۔

(۳) اس ضابطہ میں ہندوستانی طرز خدمت مثلاً مسیحی سادھو وغیرہ یا مسیحی صوفیوں وغیرہ کا نہ تو نام ہی ہے اور نہ ہی ایسی خدمت کے خیال کا امکان کیا گیا ہے۔

(۴) اس ضابطہ میں ایسے الفاظ موجود ہیں جنکی وجہ سے دیگر مسیحی کلیسیاؤں یعنی پریسبیٹیرین یا میتھوڈسٹ وغیرہ سے اتحاد و یگانگت کا ہونا ایک ناممکن امر ہوجائیگا۔ حالانکہ ہندوستان ہی ایک ایسی جگہ ہے۔ جہاں یہ مسئلہ آسانی سے حل ہوسکتا ہے۔ بشرطیکہ اہل مغرب ہم کو حل کرنے دیں۔

(۵) اس ضابطہ کے مطابق جو دعای عمیم کی کتاب رائج ہوگی وہ موجودہ کلیسیای انگلستان کی ہوگی اور کلیسیای ہندوستان کی کوئی اپنی دعای عام کی کتاب نہ ہوگی۔

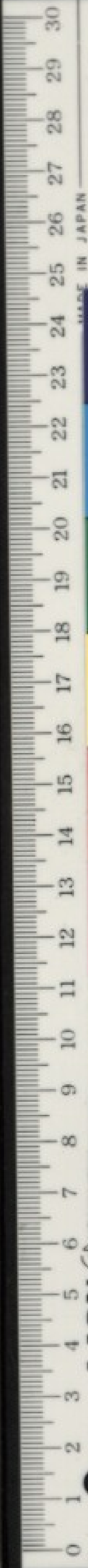
(۶) یہ ضابطہ نہایت پیچیدہ ہے اور غیر ضروری تفصیلات سے پُر ہے۔

(۷) یہ ضابطہ نہایت جامد ہے اور ایسا نہیں کہ ہندوستانی ضروریات کے مطابق ڈھالا جاسکے۔ لہٰذا یہ ہندوستانی کلیسیا کی نشو و نما اور ترقی میں مدد نہیں دے سکتا۔

(۸) اس میں ایسے تناقص موجود ہیں جو بعض اشخاص کے خیال میں امور ایمان و نظام کے متعلق ہیں۔ یعنی اس ضابطہ کے الفاظ انجیل جلیل کی تعلیم کے منافی ہیں۔

یہ مختصر عرض کیا گیا ہے امید ہے کہ اس اسقفی کونسل میں جو نمائندے مختلف کلیسیاؤں سے آئینگے وہ دعا اور غور و خوض کے بعد اپنی رائے دینگے۔ کیونکہ ہماری کلیسیا کا مستقبل اسی اجلاس اور ان نمائندوں کی رائے پر موقوف ہے۔ انگریز مسیحیوں نے اپنے اخبارات اور نمائندوں کے ذریعہ اپنی بات کو منوا کر چھوڑا ہے ہم غریب بے زبان ہندوستانیوں کی اگر کوئی اخبار نہیں جس میں ہم غل مچا کر جائز مطالبات پیش کرسکیں۔

دیکھو صفحہ



نورافشان

مطبوعہ ۱۹ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء

مسیحیت قومیت سے بالاتر ہے

مسیحیت کسی شخص کا عقیدہ نہیں ہے۔ نہ کسی کا عقائد نامہ ہے جسے حفظ کرنے یا رٹ لینے سے کوئی شخص مسیحی بنجاتا ہے بلکہ مسیحیت سیدنا مسیح کی زندگی کا اصول اور اُس کا وہ طرز عمل ہے جو جمیع اقوام دہر کے قومی جذبات سے بلند و بالا ہے۔ مسیحیت میں قومی جذبات کی غلامی سے بڑھ کر کوئی دوسری چیز نفرت انگیز نہیں ہے۔

اگر ہندوستان کے مسیحی جنکا شمار ۵۰ لاکھ کے قریب ہو آبائی اقوام کے قومی جذبات کی قید سے آج تک باہر نہیں نکلے ہیں وہ زیادہ تر اسی وجہ سے ہر آفت و بلا کا نشانہ بنے ہوئے ہیں کہ ان میں قومی جذبات کی حمایت و طرفداری کی بیماری پائی جاتی ہے۔ یا تو وہ خود اپنی آبائی اقوام سے جدا اپنی ہستی نبھانے کی فکریں کرتے ہوئے ناکام ہیں یا وہ آبائی اقوام کو جن سے وہ نکلے ہیں عزیز رکھتے ہوئے مسیحیت سے دور ہیں۔ وہ ان کے نام و نشان پر قربان ہونا پسند کرتے ہوئے ہندو مسیحی ہندوؤں سے اور مسلم مسیحی مسلمانوں سے اور غریب مسیحی غریبوں سے ایسے مانوس ہیں کہ وہ اپنے ہی گروہ کے مسیحیوں کے سوا کسی دوسرے سے دوستی و واسطہ رکھنا ہی نہیں چاہتے۔ اگر اس قسم کے امتیازات مسیحیوں میں رہ جائیں تو ہندوستان میں اُنکی موت کے لئے یہی زہر کا پیالہ کافی ہوگا۔ وہ آپس میں ایک دوسرے پر غالب آئینگے کشمکش میں ختم ہو جائینگے۔ انہیں فنا کرنے کے لئے ہرگز کسی طاقت کی ضرورت نہ ہوگی۔ قومیت کی محبت اُنہیں کھا جائیگی۔

اگر ہندوستانی مسیحیوں میں ایسے خیالات جڑ پکڑ جائیں تو انہیں صفائی سے یہ بات معلوم کر لینا چاہئے کہ ان خیالات و جذبات کا ماخذ ہرگز مسیحیت نہیں ہے نہ مسیحیت ان کی ذمہ دار ہے۔ یہ قومی اور فرقہ وارانہ جذبات و امتیازات ہم میں آبائی اقوام سے میراث جدی کی صورت میں آئے ہیں اور ہم مسیحیت کی پاک و مقدس سرزمین میں انکی نشو و نما کو ترقی دیکر آپ اپنی ہلاکت کے اسباب مہیا کر رہے ہیں جنکا ذمہ وار خداوند یسوع مسیح نہیں ہو سکتا ہے۔

اگر ہم نے مسیحیت کو زندہ رکھنا ہے۔ اگر ہم نے خداوند یسوع مسیح سے وفادارانہ سلوک کرنا ہو اور اُسکی زندگی میں جینا ہے تو ہمیں اپنی آبائی اقوام کے جذبات سے بالاتر ہونا ہے ہمیں ایسی بلندی میں سانس لینا ہو جہاں نہ ہندو ہو نہ مسلم ہے نہ مہتر ہے نہ چمار ہے نہ شریف ہے نہ رذیل ہے بلکہ جہاں مسیح سب میں سب کچھ ہے۔

جیسے پہاڑوں کی چوٹیوں میں ایورسٹ کی چوٹی کا مرتبہ ہو جیسے سیاروں میں آفتاب عالمتاب کی خاص حیثیت ہو ویسے ہی مذاہب میں مسیحیت بلند مرتبہ ہو۔ اس کے جملہ اصول وہ عالمگیر صداقت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس میں ہر ایک ملت و مذہب کے اصل عقیدہ کی عزت و احترام ہے۔ اس میں ہر ایک قابل قدر انسان کی عزت و حرمت کی تعلیم ہو اس میں ایک عالمگیر بھائی چارا کی اصل اور درست بنیاد پائی جاتی ہے۔ اس میں ہر ایک قوم اور گروہ اور خاندان اور انسان کی کافی قدر و منزلت بیان کی گئی ہے۔ اس میں ہر ایک قوم کے نظام سلطنت کو اعلےٰ عزت دی گئی ہے۔ اس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تمام مشکلات حل کر دی گئی ہیں۔ ان حالات میں مسیحیت کو کسی قوم کے جذبات ملکی و سیاسی کی بنا بنانا مسیحیت کے مقاصد و اغراض کو فنا کرنا ہے۔ سمندر کو جوہڑ بنانے کی کوشش کرنا ہو۔

تلاوت بائبل

(۱)

اور ابرام اس ملک میں سکم کی بستی اور مورہ کے بلوط تک گذرا۔ اُسوقت ملک میں کنعانی تھے۔ پیدائش ۱۲: ۶-

اور یہ کہ ابرام کے چرواہوں اور لوط کے چرواہوں میں جھگڑا ہوا اور کنعانی اور فرزی اس وقت ملک میں تھے پیدائش ۱۳: ۷۔ ان دونوں آیتوں سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ ان کو لکھنے والا زمانہ اسیری کے بعد کا اور ملک کنعان کا رہنے والا ہو کیسا بیہودہ دعوےٰ ہے؟

ان آیات میں جن واقعات کا بیان پایا جاتا ہے۔ وہ ایسے وقت و زمانہ کے ہیں جس میں کنعانی اور بابلی اور مصری طاقتیں ملک کنعان پر حملہ آور رہتی تھیں کبھی کنعانی بابلیوں کو شکست دیکر کنعان کے مالک و مختار ہو جاتے تھے کبھی وہ بابلیوں اور مصریوں سے مغلوب ہو کر ملک کو ہاتھ سے کھو بیٹھا کرتے تھے مصری اور بابلی یادگاروں سے بخوبی ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت موسےٰ نے جب بنی اسرائیل کو مصری غلامی سے نکالنے کا قصد ہُوا تو ملک کنعان مصری حکمرانوں کے ماتحت تھا۔ پس جب حضرت موسےٰ نے بعد خروج پیدائش کی کتاب کو لکھا تو اس وقت کنعانی ملک پر حکمران نہ تھے۔ اس نے کنعانی حکومت کے زمانے کا وہ واقعہ لکھا جسکا ذکر آیات مذکورہ میں آیا ہو اسوجہ سے اس نے مصریوں کے مقابل اُس وقت ملک میں کنعانی اور فرزی کا جملہ استعمال کیا اس سے یہ نتیجہ نکالنا خلاف تاریخی واقعات ہو کہ پیدائش کی کتاب کو حضرت موسےٰ نے نہیں لکھا۔ بلکہ زمانہ اسیری کے قریب کے کسی مصنف نے لکھا ہے۔

(۲)

اور بادشاہ جو ملک ادوم پر مسلط ہوئے پیشتر اس سے کہ اسرائیل کا کوئی بادشاہ ہو یہی ہیں (جنکا شمار آٹھ بیان ہوا ہے) پیدائش ۳۶: ۳۱ حضرت موسےٰ اور عیسو کے زمانہ میں کئی سو برس کا بعد و فاصلہ ہے جس میں حضرت عیسو کی اولاد بڑھی اور زور پیدا آگیا عیسو کی قوت و طاقت حضرت یعقوب کی زندگی میں ہی اس قدر ہو گئی تھی کہ وہ ایک سردار ہو گیا تھا وہ چار سو آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ یعقوب کو ملا تھا (دیکھو ۳۳: ۱ و۔ پس حضرت موسےٰ کے زمانہ تک عیسو کی نسل میں آٹھ بادشاہوں کا پیدا ہو جانا کوئی بڑی بات نہ تھی۔

اس کے سوا حضرت موسےٰ کا اسرائیل میں بادشاہ

پیدا ہونیکا خیال حضرت عیسو کی نسل کے بادشاہوں کے مقابل ہو کیونکہ اسرائیل یعنے حضرت یعقوب کو برکت ملی تھی کہ تیری نسل سے بادشاہ پیدا ہونگے۔ پیدائش ۲۷: ۲۸-۲۹ و ۳۲: ۳ و ۲۸ و ۳۵: ۱۲ میں حضرت موسےٰ جب اس کتاب میں عیسو کی نسل کے بادشاہوں کا ذکر کرتا ہے تو تعجب سے کرتا ہے کہ حضرت یعقوب کی نسل جس سے بادشاہ پیدا ہونے تھے اب تک غلام ہے پر حضرت عیسو کی نسل سے آٹھ بادشاہ اب تک پیدا ہو چکے ہیں پس آیت مافوق سے بنی اسرائیل کے ان بادشاہوں کا اشارہ ہرگز نہیں نکلتا جو حضرت یعقوب کی نسل میں موسیٰ کے زمانہ کے بعد پیدا ہونے والے تھے۔

ایک دوسرے سے محبت کرنیکا حکم

یوحنا رسول لکھتا ہے کہ تم ایک دوسرے سے محبت رکھو۔ کیونکہ محبت خدا سے ہے۔ وہ جو اپنے نظر آتے بھائی سے محبت نہیں کرتا ہے وہ ان دیکھے خدا کو محبت نہیں کر سکتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ حکم فضول ہے۔ اس پر کوئی شخص عمل نہیں کر سکتا۔ محبت بلاشک انسانی طبیعت کا اعلےٰ وصف ہے۔ محبت کرنا یا نہ کرنا کسی کا اختیاری فعل نہیں ہے۔ جب کوئی شخص کسی سے محبت کرنا چاہے تو ضرور نہیں کہ دوسرا بھی اس سے محبت کرنے لگے۔ لیکن یہ باتیں محبت کے حکم کے صدور کی بنیاد ہیں کہ انسان کا اعلےٰ وصف محبت ہو۔ اس کا اظہار و انکشاف انسانی زندگی کے طرز عمل میں اعلےٰ طور سے ہونا چاہئے۔ محبت کرنے کو اختیاری فعل بنانا چاہئے۔ محب اور محبوب میں محبت کا رشتہ وسیع پیمانہ پر ہونا چاہئے جیسے محدود دائرہ میں محبت کے رشتہ سے انسانی خوشحالی محدود ہو کر ان لوگوں کے لئے موجب عذاب بن رہی ہے جو اسکی حد سے باہر ہیں۔ ویسے ہی محبت کے رشتہ کو وسیع کر کے اس عذاب کو فنا کر دینا چاہئے جو رشتہ محبت کے باہر کے لوگ ایک دوسرے کے ہاتھ سے پاتے رہتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ ہم سب لوگوں سے محبت نہیں کر سکتے یہ ہماری فطرت و جبلت کے خلاف ہے۔ ہم صرف اپنے ماں باپ سے اپنے بہن بھائی سے۔ اپنی جورو بچوں سے ہی محبت کر سکتے ہیں لیکن یہ بھی نرا جھوٹ ہے کیونکہ ہم نے خود اپنی جبلتوں اور فطرتوں کو ایسا بنا لیا ہے کہ ہم اپنی محبت کے اظہارات کو انہیں لوگوں پر محدود رکھیں جو ہمارے قریبی رشتہ دار خیال کئے جاتے ہیں۔ چونکہ ہم نے محبت کی وسیع اور عالمگیر قوت کو نہایت ہی محدود کر لیا ہے اس وجہ سے ہم میں یہ ضعف پیدا ہو گیا ہے کہ ہم اپنے عزیز و اقربا کو بھی اکمل طور سے پیار نہیں کر سکتے ہیں جنہیں ہم ماں باپ بھائی بہن۔ جورو بیٹیوں کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

کتنے شوہر ہیں جو زندگی بھر اپنی عورتوں کو رلاتے رہتے ہیں۔ اُن کے آرام و آسائش کے اسباب کی طرف سے لاپروا رہتے ہیں۔ اپنی بدعملیوں سے انہیں آٹھ آٹھ آنسو رلایا کرتے ہیں۔ انہیں پاؤں کی جوتی خیال کرتے رہتے ہیں۔ اُن سے محبت کے عہد و پیمان توڑ کر انہیں غلامانہ زندگی بسر کرنے پر مجبور کرتے رہتے ہیں کتنی ہی عورتیں ایسی مل سکتی ہیں جو فی زمانہ اپنے شوہروں سے بیوفائی کرتی رہتی ہیں کثیر والدین ایسے مل سکتے ہیں جو اپنے بچوں کو محبت کرنا جانتے ہی نہیں اگر کرتے ہیں تو اُن کی محبت میں اور جانوروں کی محبت میں کل جا بفرق نہیں مل سکتا کثیر بچے والدین سے اور بھائی بہن سے محبت کرنا ہی نہیں جانتے۔ ایک دوسرے سے بیزار بیگانہ رہتے ہیں پس یہ لغو بات ہے کہ انسان اپنے قرابتیوں سے ہی محبت کر سکتا ہے۔ بحقیقت و اصلیت اس قدر ہو کہ ہر انسان نہایت ناقص طور سے اپنے عزیز و اقربا سے ضرور محبت کرتا ہے۔ لیکن محبت مطلوبہ وہ ہی نہیں جو انسان کے عزیز و اقربا پر محدود ہے۔ وہ تو رسول کے مفہوم کی محبت کا کروڑواں حصہ بھی نہیں ہے۔

رسول کے مفہوم کی محبت انسان کی نہیں جس میں خود غرضی اور نقصان کا زہر ملا ہے۔ بلکہ اس کے مفہوم کی محبت وہ ہے جسکا منبع و معدن خدا کی ذات ہے۔ جب تک انسان اس آلہی محبت سے نہ بھیگے تب تک اس میں دوسروں کو محبت کرنے کی صفت ہی پیدا نہیں ہوتی پس ایک دوسرے سے محبت کرنے کا حکم اہم ہے متعلق ہے جنہوں نے آلہی محبت کا مزا چکھا ہے۔ جن میں آلہی محبت ایک چشمہ بن گئی ہے۔ جو اُن کی زندگی سے ہر دوست و دشمن کے لئے جاری رہتا ہے۔ اس محبت کی تعریف ا کرنتھیوں ۱۳ باب میں پڑھو

ڈاکٹر آرمین صاحب کے خیالات کی تفسیر

پنجاب کونسل میں مسیحی نمائندگی

پنجاب کی کونسل توڑ دی گئی اور اب اُس کی جگہ جدید کونسل مرتب ہونے والی ہے اور پنجاب کے مختلف مذہبی اور جماعتی فرقوں میں سے ہر ایک بے حد تندہی اور سرگرمجوشی سے کونسل میں اپنے نمائندے بھیجنے کی تجاویز کر رہا ہے۔ جہاں ہندو مسلمان اور سکھ جماعتوں کے کثیر التعداد نمائندگان ہونگے وہاں ہم مسیحیان پنجاب کی جانب سے صرف ایک نمائندہ ہوگا اور وہ بھی سرکار کا نامزد یعنی حسب قانون مرد مسیحی جماعت کی جانب سے تین آدمیوں کے نام برائے نامزدگی سرکار کے پیش ہونگے اور ان میں سے سرکار صرف ایک کو منظور کریگی جہاں ہماری نمائندگی پنجاب کونسل میں پہلے ہی سب فرقوں سے کم ہے وہاں ہماری جماعت میں بہترین نمائندہ کے انتخاب کے متعلق کوئی سرگرم تحریک اور جد و جہد پائی نہیں جاتی جب یہ حال ہے تو ہیچ معلوم ہے

خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

اب سوال یہ ہے کہ کیا کلیسیائے پنجاب کو یہ یقین ہے کہ اُن کو بجز نمائندگی کی حاجت نہیں اور مسیحی جماعت کے حقوق و مفاد کا ایسے حال میں کون محافظ خیال کیا جا سکتا ہے جو جماعتیں کونسل میں اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے اپنے نمائندے نہیں بھیج سکتی ہیں وہ ہرگز اپنے حقوق کی نگہداشت حال خیال نہیں کی جا سکتی ہیں۔ اُن کے حق حقوق دوسروں کی ملکیت بن سکتے ہیں۔ اس وجہ سے یہ امر لازمی معلوم ہوتا ہے کہ اگر پنجاب کے تین لاکھ مسیحیوں کے حقوق کی نگرانی کرنا ہے تو پنجاب کی مسیحی کلیسیاؤں کو کونسل میں اپنا نمائندہ منتخب کرنے فوراً لگ جانا ہے



اس بات میں شبہ نہیں کہ کچھ عرصہ پیشتر پنجاب کے بعض اصحاب کا خیال تھا کہ فرقہ وارانہ حق نیابت کا اصول درست نہیں ہے۔ لیکن آل انڈیا کرسچن کانفرنس کے وفد کی جو عرضداشت حضور وائسرائے ہند کی خدمت میں پیش ہو کر رسالہ مسیحی لاہور میں شائع ہوئی تھی اس کا ایک ایک فقرہ فرقہ وارانہ نیابت کی حمد و ثنا سے پُر ہے اس کے سوا حال ہی میں صوبہ یو۔پی کی کرسچن کانفرنس نے اپنی جداگانہ نمائندگی کا رزولیوشن پاس کر کے ثابت کر دیا کہ مسیحی جماعت کے حقوق صرف مسیحی نمائندہ ہی کے ہاتھوں میں محفوظ رہ سکتے ہیں۔

نہ صرف یہ بلکہ گذشتہ دونوں کونسلوں میں بھی مسیحی جماعت کی طرف سے حسب دستور مسیحی نمائندہ جسکی نامزدگی سرکار کرتی ہے بھیجا جاتا رہا ہے۔ پس قولاً و فعلاً کرسچن کانفرنس یعنی مسیحی جماعت فرقہ وارانہ نمائندہ کی حامی ہے۔ جب حالت یہ ہے تو مسیحی قوم کو موجودہ غفلت کا جامہ اتار کر فوراً اپنے نمائندوں کی تلاش میں مصروف ہو جانا چاہئے۔

پنجاب کونسل میں ہمارا نمائندہ کون ہو؟

اس کا یہ جواب ہے کہ

(۱) وہ ممبر سرکار سے محض خطاب یا کسی ذاتی نفع کی ہوس نہ رکھتا ہو۔

(۲) اس کی تمام گذشتہ یا کم از کم چند سال پیشتر کی زندگی سے جماعت کو مجموعی فائدہ حاصل ہوا ہو۔

(۳) اور اسکی تمام گذشتہ یا کم از کم چند سال پیشتر کی زندگی سے جماعت کو انفرادی یا مجموعی کوئی نقصان نہ پہنچا ہو۔

(۴) نیز وہ ملکی معاملات اور اُن کی نسبت بحث و تمحیص کو سمجھنے اور اس پر بہتر رائے زنی کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔

(۵) اور جماعت انتخاب کنندہ کو یقین ہو کہ اسکی نمائندگی سے آیندہ اُسے مجموعی فوائد کی توقع ہو سکتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسا شخص کون ہے؟ اس کا جواب ہم اگلے ہفتہ نذر ناظرین کرینگے۔

(پنجابی مسیحی)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر ضرور لکھئے۔

لائل پور چرچ پلپٹ

مختاری ایڈریس

جبکہ جس جس قدر نعمت ملی ہے وہ اُسے خدا کی مختلف نعمتوں کے اچھے مختاروں کی طرح ایک دوسرے کی خدمت میں صرف کرے۔

ہماری اس سند کی آیت میں ایک لفظ مختار آیا ہو جس سے مطلب ایک ایسا شخص ہے جو خود مالک نہیں ہے بلکہ کسی مالک نے اپنی چیزیں ایک خاص مقصد کے لئے اس کے سپرد کی ہیں۔ چنانچہ ہماری سرمن کی آیت میں یہ دو باتیں پائی جاتی ہیں۔ خدا نے ہمیں نعمتیں سپرد کی ہیں اور ہم مختار ہیں۔ اُن نعمتوں کے ہم مالک نہیں ہیں۔ بلکہ ہمارے سپرد ہیں تاکہ ہم ان کو ایک خاص مقصد سے صرف کریں اور وہ مقصد یہ ہے کہ انہیں ایک دوسرے کی **خدمت** میں صرف کریں۔ چنانچہ متی ۲۵: ۱۴۔۔۳۰ تک کی توڑوں کی تمثیل میں بھی یہی بات بطور مثال کے واضح ہے۔ لکھا ہے ایک مالک نے دینا مال اپنے نوکروں کے سپرد کیا تاکہ اس سے لین دین کریں۔

ہمارے سامنے آج مضمون مختاری ہے اور دیکھینگے کہ اس میں کیا کچھ شامل ہے۔ تاکہ اس تعلیم کو جو انجیل میں پائی جاتی ہے بخوبی سمجھ کر اُس کے متعلق اپنی ذمہ داری کو سمجھ لیں۔

۱۔ سب سے پہلے تو مختاری کی تعلیم میں یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ سب چیزوں کا واحد **مالک خدا** ہے۔ ہر ایک شے جسکو ہم اپنی سمجھتے ہیں اُس کا اصلی مالک خداوند ہے۔ ہر ایک نعمت جو ہمیں ملی ہے وہ اسی مالک کی طرف سے ہمیں سپرد ہوئی ہے۔ وہی اکیلا مالک ہے اور یہ ایک حقیقت ہے جسکو ہم جلد بھول جاتے ہیں۔ کلام میں اس تعلیم کو نہایت ہی صفائی سے پیش کیا گیا ہے۔ چند ایک آیتیں بطور گواہ پیش ہیں۔

پیدائش کا سارا ہی بیان اسکے مالک ہونے کے حق کو ثابت کرتا ہے۔

زبور ۹۵: ۵-۴ زمین کی بڑی سے بڑی گہرائیاں اس کے قبضے میں ہیں۔ پہاڑوں کی بلند چوٹیاں بھی اسکی ہیں سمندر اس کا ہے اور اس نے انہیں پیدا کیا ہے۔ اس کے ہاتھوں نے خشکی بھی بنائی اور ہم سجدہ کریں اور جھکیں اور خالق کے حضور گھٹنے ٹیکیں کہ وہ ہمارا خدا ہے اور ہم اُسکی چراگاہ کے لوگ ہیں۔ نہ صرف پہاڑ اور سمندر وغیرہ بلکہ جانداروں کا بھی مالک ہے۔

زبور ۵۰: ۱۰ جنگل کے سب جاندار میرے ہیں اور کوہستان کے حیوانات ہزار ہزار۔ بلکہ ساری جانیں اُسکی ہیں حزقی ایل ۱۸: ۴ دیکھو ساری جانیں میری ہیں۔ ایوب ۴۱: ۱۱ میں درج ہے کہ جو کچھ آسمانوں کے نیچے ہے سو میرا ہے۔

ہم عموماً سونے چاندی کو خاص اپنی ملکیت سمجھ رہے ہیں اور اسکی محض مختاری کو کم تسلیم کرتے ہیں دیکھو حجی نبی کی کتاب ۲: ۸ چاندی میری اور سونا میرا ہے۔ رب الافواج فرماتا ہے۔ بلکہ ہماری کمائی ہوئی چاندی سونے کا مالک بھی وہی ہے دیکھیں استثناء ۸: ۱۷-۱۸ ہو کہ تو اپنے دل میں کہے کہ میں نے اپنے زور سے اور اپنے ہاتھوں کی قوت سے یہ مال پیدا کیا ہے۔ پر تو خداوند اپنے خدا کو یاد رکھیو کہ وہی ہے جس نے تجھے قوت دی کہ جس سے تو مال پیدا کرے۔ یہاں تک کہ ہم خود اُس کے ہیں اور ہم پر اس کا دوہرا حق ملکیت معلوم ہوتا ہے ایک تمام مخلوقات کا حصہ ہونے کے باعث خدا ہمارا مالک ہے۔ دوسرے اُس نے ہمیں خریدا ہے۔ ا کرنتھیوں ۶: ۱۹ و ۲۰ آیتوں میں لکھا ہے کہ تم اپنے نہیں ہو۔ کیونکہ قیمت سے خریدے گئے ہو پس اس سے بڑھ کر اور کیا زیادہ شہادت کیا چاہئے۔ کہ خداوند فی الحقیقت ہر شے کا مالک ہے۔ یہ سب چیزیں اور نعمتیں یعنی ہمارا جسم۔ ہماری زندگی۔ ہمارا روپیہ پیسہ۔ ہمارے بال بچے۔ ہماری لیاقتیں۔ ہمارا علم۔ ان سب سے ہمارا کیا تعلق ہے۔ اور یہ ہم کو دوسری بات پر لاتا ہے۔

۲۔ ہم محض مختار ہیں۔ یاد رکھیں مختار کبھی مالک نہیں ہوتا۔ وہ محض ایک ایجنٹ ہے۔ جس کے سپرد یہ سب نعمتیں کی ہیں۔ تاکہ ہم ان چیزوں کا انتظام اُن کے مالک کے لئے کر سکیں۔ یہ چیزیں ہم کو بطور امانت کے سپرد ہوئیں اور نہایت ہی لازمی امر ہے کہ ہم اپنے مال و جان۔ اپنے وقت

وطاقت اور اپنے بال بچوں کو محض امانت کے طور پر سمجھیں اور امانت میں بڑی بات یہ ہے کہ ہم دیانتدار ہوں۔ دنیوی مال میں خیانت کرنا جرم ہے تو کیا خدا کی سپرد کی ہوئی نعمتوں میں خیانت کرنا گناہ نہیں اور خیانت کیا ہے؟ جب کسی چیز کو جو ہمارے سپرد کی گئی ہے ہم اپنے ہی شخصی غرض میں لے آئیں اور جس کام کے لئے سونپی گئی ہے۔ اس میں خرچ نہیں کرتے ہیں۔ تو ہم امانت میں خیانت کے مرتکب ہیں۔ لہذا چاہئے کہ ان تمام نعمتوں کی مختاری کو نہ بھول بیٹھیں۔ انکو بطور امانت سمجھیں۔ کہیں ان کو اپنی ہی خودغرضی اور خودنمائی کے لئے استعمال کر کے بددیانت مختار نہ گنے جائیں۔ ا کرنتھیوں ۴: ۲ میں لکھا ہے کہ یہاں مختار میں یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ دیانتدار ہو۔

۳۔ مختاری میں تیسری بات ضروری یہ ہے کہ وہ مقصد مدنظر ہو جسکے لئے کوئی کسی ملکیت کا مختار بنا ہے۔ مقصد ضروری ہے۔ جب کوئی امیر آدمی اپنی جائداد کسی ایک شخص یا بہت سے شخصوں کی ایک کمیٹی کے سپرد کرتا ہے وہ نہایت صفائی سے قلم اور سیاہی سے لکھ کے دیتا ہے کہ میرا روپیہ یا جائداد فلاں مقصد میں خرچ کی جائے۔ ہماری سند کی آیت میں بڑی صفائی سے ہماری مختاری کے مقصد کا بیان ہے۔ ایک دوسرے کی خدمت میں صرف کرے۔ مسیحی مذہب کی مرکزی تعلیم محبت کی خدمت ہے۔ اور یہی ایک تعلیم ہے جس سے ہم زیادہ غافل ہوتے ہیں۔ لالچ۔ خودی۔ خودغرضی درمیان میں آجاتی ہیں اور ہم اس اعلے مقصد کے پورا کرنے سے رہ جاتے ہیں۔ مختاری کی تعلیم ہمیں یہی سکھاتی ہے کہ ہم معلوم کریں کہ یہ برکتیں خدا نے ہمیں کیوں اور کس مقصد سے دی ہیں۔ ہم اپنی دولت۔ اپنے وقت۔ اپنی طاقت۔ اپنا علم۔ غرض اپنے توڑوں کو جو ہمارے سپرد ہوئے ہیں خاص کس غرض سے صرف کریں۔ اگر ایک دوسرے کی خدمت۔ ایک دوسرے کی بہتری اور خدا کا جلال مدنظر نہیں تو ہم اچھے مختار نہیں ہیں۔

۴۔ مختاری میں حساب کی پڑتال نہایت ضروری ہے ہم نے پہلے کہا ہے کہ مختار۔ مالک نہیں ہے بلکہ کسی مالک کی ملکیت اسکو بطور امانت دی جاتی ہے۔ لہذا یہ نہایت لازمی بات ہے۔ کہ مالک اپنی چیزوں کا حساب لے۔ توڑوں کی تمثیل میں مالک نے آکر توڑوں کا حساب لیا۔ تا دیکھے کہ انہوں نے کیا کمایا ہے۔ مختار ہونیکی حیثیت میں خدا ہم سے ضرور ہماری مختاری کا حساب لیگا۔ کیونکہ وہ حقیقی مالک ہے تو ضرور ہے کہ ایک دن وہ ہم سے اس کا حساب لے۔

بعض دفعہ بہت افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ مسیحی لوگ بلکہ مسیحی خادم الدین بھی اپنے وقت کو اپنی دولت کو محض اپنا ہی سمجھ کر بالکل بے فائدہ ضائع کر دیتے ہیں انہیں محض ہلڑ اور بے فائدہ باتوں میں صرف کرتے ہیں ہمارے وقت اور دولت کی مختاری میں سمجھتا ہوں حقہ نوشی تک پہنچتی ہے۔ بعض لوگ صبح کے قیمتی گھنٹوں کو جبکہ تازہ دم ہوتے ہیں۔ تلاوت بائبل یا کسی اور مفید اور پائیدار کام میں صرف کرنے کی بجائے حقہ نوشی کے نذر اور دھوئیں میں یونہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ صرف کر دیتے ہیں۔ خدا نے لعلوں جیسے بچے ہمیں سونپے ہیں۔ تاکہ ہم اُن کی بہتر طور سے پرورش کریں۔ اور حتی الوسع بہتر طریق پر ان کی تربیت کریں۔ مگر بعض مسیحی خاندانوں میں دیکھا جاتا ہے کہ بچے مارے مارے پھرتے ہیں۔ ماں باپ ان کی کسی مفید کام کے لئے تربیت نہیں کرتے اور اسی طرح بچوں کی نسبت اپنی مختاری سے غافل رہ کر اپنی اگلی پشت کے لئے بیکاروں۔ ناکاروں۔ چوروں اور دیگر مضر شخصوں کو چھوڑ جاتے ہیں۔ ناظرین یاد رکھیں ان سب باتوں کی پڑتال ہوگی۔ اگر ہم ساری عمر یہیں ہی کھو دیتے رہے دنیا ہی کماتے رہے ہیں۔ اور توڑے کو استعمال کرنے کی بجائے لپیٹ کے رکھتے رہے ہیں تو ہماری پڑتال اس بنا پر نہیں ہوگی۔ کہ آیا تم نے توڑے کو سنبھال کر رکھا ہے کہ نہیں بلکہ اس اصول پر کہ آیا ہم نے اس سے لین دین کی ہے کہ نہیں۔ اس سے اس مقصد کو پورا کیا ہے۔ کہ نہیں جس کے لئے مالک نے اسے ہمارے سپرد کیا تھا۔

۵۔ ذمہ داری اور پڑتال کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ سزا ہے یا انعام مختاری کا انجام یہ ہے یا تو کہا جائیگا کہ اے اچھے اور دیانتدار نوکر شاباش۔ یا یہ کہ اے شریر اور سست نوکر تو تھوڑے میں بددیانت رہا۔ ایک اپنے مالک کی خوشی میں داخل ہوگا۔ دوسرے کو خدا سے جدا باہر اندھیرے میں ڈالا جائیگا۔ ایک کو زیادہ سونپا جائیگا دوسرے سے وہ بھی لے لیا جائیگا جو اس کے پاس تھا۔ یہ سزا نہایت ہی ہولناک ہے۔ انسان جب نہایت ہی تنگی اور بیماری میں پہنچ جاتا ہے۔ اور اسکے گرد بالکل اندھیرا نظر آتا ہے تو خدا کو یاد کرتا ہے جو آخری سہارا ہے۔ مگر خیال کیجئے جب آخری امید جاتی رہے۔ خدا سے جدا ہونا پڑے تو کیا ہوگا؟

غرض پیارے پڑھنے والو اپنی مختاری کو جو اپنے آپ اپنے وقت اپنی قوت۔ اپنی دولت اپنے بال بچوں اور سب سے بڑھکر اعلے نعمت نجات کی خوشخبری کی بابت رکھتے ہو پہچانو اور معلوم کرو کہ ہم اس ساری ذمہ داری کے متعلق حساب دینے کو تیار ہیں؟ ہمیں تمہارا حساب صاف ہے۔ اس سے جو مجھے طاقت بخشتا ہے میں سب کچھ کر سکتا ہوں۔

ذریچند

اتحادی جنگ کی یادگاری

مقام شکر ہے کہ سلطنت انگلشیہ کے حدود میں ۱۱ نومبر ۱۹۳۶ء کی صبح کے ۱۱ بجے اتحادی جنگ کی گھڑی نہایت سنجیدگی اور شکرگذاری کی عبادتوں کے ساتھ پھر یاد کی گئی۔ وقت مقررہ میں لاہور کے گرجوں اور عبادتخانوں میں ان لاکھوں جوانوں کو پھر یاد کیا گیا۔ جنہوں نے اپنی قیمتی جانیں قربان کر کے سلطنت انگلشیہ کی باقی آبادی کو جنگ کی خوفناک بلا سے بچایا تھا۔ اور دشمن کو اتحادی جنگ پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ بہادر اور جانباز ہمیشہ ہماری عزت اور شکرگذاریوں کے مستحق ہیں اور مستحق رہینگے۔ ان کے لئے ہمیں ہمیشہ خدا کا شکر کرنا پڑیگا جس نے سلطنت انگلشیہ کو ایسے جانباز فرزند عطا کئے تھے۔ جو ہولناک جنگ کی آگ کے شعلے تو اپنے خون سے بجھا دیں۔ اس میں بھی کلام نہیں کہ گورنمنٹ انگلشیہ کے جان نثار فرزند نڈھال ہو چکے اسلئے بیشتر جانبازی



کیا مرنے کے بعد بھی گنہگار کی روح کو فائدہ پہنچ سکتا ہے؟

دنیا میں کئی ایک مذاہب ایسے ہیں جنکا یہ عقیدہ ہے کہ انسان کے مرجانے کے بعد بھی کئی ایک وسائل اور طریقے ایسے ہیں کہ اُن کی روحوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہو چنانچہ مسلمان ایسا اعتقاد رکھتے ہیں اور اسی بنا پر وہ ختم فاتحہ ۔ درود وغیرہ پڑھتے ہیں تاکہ رفتگان کو ثواب ملے اہل ہنود بھی اپنے اعتقاد عمل سے اسی بات کی تصدیق کرتے ہیں ۔ چنانچہ یہ لوگ بھی شرادھ وغیرہ کرتے ہیں اور برہمنوں کو طرح طرح کی نعمتیں اور کھانے وغیرہ کھلاتے ہیں ۔ کیونکہ اُن کا اعتقاد ہے کہ ایسا کرنے سے اُن کے بزرگوں کی آتماؤں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے ۔ جو کہ اس دنیا سے کوچ کرگئے ہیں *

رومن کیتھولک فرقہ کی بابت تو ناظرین بہت کچھ جانتے ہی ہیں کہ یہ فرقہ کہاں تک اس مسئلے کا معتقد ہے ۔ ان لوگوں کا بھی دعوےٰ ہے کہ وہ اپنی دعاؤں اور خیرات کے وسیلے سے ان روحوں کو جو کہ دنیا سے چل گئی ہیں دوزخ سے رہائی دلا سکتے ہیں ۔ چنانچہ گذرے زمانہ میں پوپ صاحب اور کیتھولک پریسٹوں کی طرف سے وہ لوگ جنکا کوئی عزیز اس دارِ فانی سے رحلت کرجاتا تھا معقول رقم دیکر ایک سارٹیفکیٹ حاصل کیا کرتے تھے جس پر یہ الفاظ تحریر ہوتے تھے ۔ لیٹ ہیم گو ٹو ہیون . . . . اور یہ حاصل کردہ سارٹیفکیٹ لاش کے سرہانے رکھکر دفنا دیتے تھے ۔ اور ان لوگوں کا گمان تھا کہ مرنے والا سیدھا بہشت میں پہنچ گیا ۔ مگر ہمیں افسوس تو اس بات کا ہے کہ آج پروٹسٹنٹ کلیسیا کی پلپٹ سے بھی ہمیں یہ صدا آرہی ہے کہ گنہگار کو مرنے کے بعد بھی بہت امید ہے کہ وہ نجات پاوے اگرچہ ہمیں تو پاک کلام سے کوئی ایسی تعلیم جو کہ خداوند مسیح نے یا اس کے شاگردوں نے دی نہیں ملتی جس سے ہم یہ ثابت کرسکیں کہ گنہگار مرنے کے بعد بھی توبہ کرسکتا ہے یا دوسرے کا بخشا ہوا ثواب حاصل کرسکتا ہے ۔ چنانچہ ہم نعاذ اور دولتمند کی تمثیل سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں ۔ ہم نے تو آجتک جو کچھ پاک کلام اور بزرگوں سے حاصل کیا وہ یہ ہے کہ انسان کے لئے صرف اس کو زندگی ہی میں موقعہ ہے کہ وہ توبہ کرے اور خداوند یسوع مسیح پر ایمان لائے تاکہ نجات ابدی کا وارث ہو ۔ اور اگر ہم لوگ یہ مان لیویں یا ایسی تعلیم دیویں کہ گنہگار کی موت کے بعد بھی کوئی امید ہے تو ہم سراسر پاک کلام کے خلاف غلط تعلیم دیتے ہیں ۔ کیونکہ اگر ایسا مان لیا جائے تو خداوند کا دوبارہ تشریف لانا بالکل فضول ہوگا ۔ کیونکہ وہ دوبارہ اس واسطے تشریف فرما ہونگے کہ دنیا کی عدالت کریں ۔ وہ جو کہ نافرمان ہیں ابدی ہلاکت میں ڈالے جاویں ۔ جہانکہ رونا اور دانتوں کا پیسنا ہوگا ۔ اور فرمانبردار ہمیشہ کی خوشی یا فردوس میں جس جگہ کہ وہ آپ ہے داخل کئے جاوینگے ۔

آخر میں ہم معزز ناظرین اور خادم الدینوں سے خاصکر پادری قاضی خیراللہ صاحب پادری آر ۔ ایم واعظ صاحب اور پادری برکت مسیح صاحب اور اڈیٹر صاحب نور افشاں سے التماس کرتے ہیں کہ اس باطل عقیدے پر روشنی ڈالیں تاکہ خادم الدین بڑی ہوشیاری سے کام لیویں اور اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ جب کبھی وہ اپنی غیر حاضری میں پلپٹ کی خدمت کسی اور بزرگ کے سپرد کریں تو ایسے بزرگ کو سونپیں جو کہ پاک کلام سے اچھی طرح واقف ہو کیونکہ ہمیں خطرہ نظر آتا ہے کہ کہیں بدعتی تعلیم کلیسیا میں دخل نہ پاوے ۔

جے ۔ عنایت اللہ

یادِ رفتگان

ریزولیوشنز دربارہ وفات حسرت آیات پادری جے ۔ ڈیوڈ صاحب مرحوم ۔ پاسبان علاقہ ظفروال ضلع سیالکوٹ

۱ ۔ ہم ممبران سیالکوٹ پریسبٹری نہایت افسوس اور دلی محبت اور ہمدردی کے ساتھ اپنے عزیز بھائی پادری جے ڈیوڈ صاحب کی وفات کا اظہار کرتے ہیں جو کہ پریسبٹری مذکور کے ایک وفادار خادم تھے اور اپنی زندگی بھر اس پریسبٹری کے خادم رہ کر جاں بحق ہوئے ۔ آپ اپنی زندگی میں ایک وفادار پاسبان کی طرح محنت اور جفاکشی سے اپنا کاروبار کرتے رہے اور ان سب تکلیفات کو جو کہ ایک دیہاتی پاسبان کی حیثیت میں اُٹھانی پڑتی ہیں آپ نہایت تحمل اور بردباری سے سہتے رہے ۔

۲ ۔ ہم آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں ۔ جو کہ قریباً عرصہ بیس سال سے زیادہ مختلف جگہوں یعنی موضع جنیوالی میں دو دفعہ پاسبان ہوئے اور کچھ عرصہ تک پسیانوالی اور بدوملہی کی کلیسیاؤں میں اس خدمت کو انجام دیتے رہے ۔ اور بعد ازاں شہر سیالکوٹ میں تین سال تک آپ بشارتی خدمت کرتے رہے ۔ آپ نے نہایت خوش اسلوبی اور جانفشانی سے اپنی خدمت کو نبھایا ہے ۔

۳ ۔ ہماری دلی دعا آپ کے پسماندگان کیلئے یعنی آپ کی بزرگ والدہ اور آپ کی بیوہ اور آپ کے پیارے بچوں کے لئے ہے کہ آسمانی باپ آپ کو بڑی تسلی دیوے اور اپنے اطمینان کلی سے معمور کرے اور صبر جمیلہ عطا فرماوے

الراقم :۔ پادری ۔ بی ۔ رالبسن

کلرک سیالکوٹ پریسبٹری

تصحیح

میری غزل جو ۱۵ اکتوبر کے نور افشاں میں شائع ہوئی ہے اُس میں میری غلطی سے چند غلطیاں ہوگئیں ۔ (۱) پہلے شعر میں یعنی مطلع کے دوسرے مصرعہ کو اس طرح درست کریجئے

کہ خود خالق نے اپنی روح کا سایہ تجھ پہ ڈالا ہو

(۲) دوسرے شعر کے پہلے مصرعہ کو اس طرح پڑھنا چاہئے تھا

تو ہے فرزند خالق کا ترا رشتہ نرالا ہے

(۳) مقطع کا دوسرا مصرعہ یوں ہونا چاہئے ۔

تو دل ہے تو آخر ہے ۔ تو عالم کا اُجالا ہے　(مجید)

لاہور پلپٹ

دیکھو میں تم سے کہتا ہوں اپنی آنکھیں اُٹھا کر کھیتوں پر نظر کرو کہ فصل پک گئی ہے۔ یوحنا ۴: ۳۵۔

۱۴ نومبر کی صبح کی عبادت میں ہمارے پاسٹر پادری ٹھاکر داس صاحب ایم۔ اے نے آیت مذکورہ پر دلوں کو ہلا دینے والا وعظ سنایا۔ جس میں آپ نے ہندوستان کی موجودہ حالات کا نقشہ کھینچ کر اسکی پکی حالت کو قابل کس صورت میں پیش کرکے دکھایا کہ اب کاٹنے کا وقت آگیا ہے۔ سامعین سچ مچ وجد و سکوت کی حالت میں بت بنے ہوئے تھے پاسٹر صاحب نے نہایت صفائی اور وضاحت سے اس بات کو ظاہر فرمایا کہ ہندو اس پکی فصل کو کاٹ نہیں سکتے۔ مسلمان اسے کاٹ نہیں سکتے۔ پارسی یا کوئی دوسری جماعت کاٹ نہیں سکتی۔ ہند کی زرخیز وادیاں پکے کھیت بن رہی ہیں ان کھیتوں کی فصل کی بالیں پک کر جھک رہی ہیں۔ صرف ہندوستان کے مسیحی اس وسیع فصل کو کاٹ سکتے ہیں مسیحی ہند کی جلد مشکلات کا حل ہیں۔ اگر یہ فصل کی طرف سے لاپروا ہوں تو خدا کا ہرا بھرا کھیت اجڑ جائیگا۔ اور اس نقصان کے ذمہ وار ہندوستانی مسیحی ہونگے۔ اپنی آنکھیں اُٹھا کر ہندوستان پر نظر کرو فصل پک چکی ہے

عبادت کے بعد ہم سے ملاقات کرتے ہوئے ایک مسٹر ہنگ کی زبان سے یہ کلمات بے ساختہ نکل گئے کہ کاش میں ہندوستانی ہوتا کہ ہندوستان کے وسیع میدان کے پکے کھیت بغیر کسی روک ٹوک کے کاٹ سکتا۔

فورمن کرسچن کالج ہال میں عبادت

۱۴ نومبر کی شام کو ۴½ بجے این۔ ایم۔ ایس کے لئے فورمن کرسچن کالج ہال میں لاہور کے مسیحیوں کی متحدہ عبادت ہوئی۔ ہال حاضرین سے پُر تھا۔ جس میں جملہ کلیسیاؤں کے مسیحی شامل تھے۔ این۔ ایم۔ ایس کے اعلیٰ کارکن مسٹر بی۔ ایل رلیا تمام عبادت میں ہادی تھے۔ پادری دینا ناتھ پاسٹر ٹرنٹی چرچ لاہور اور پادری کے صاحب پرنسپل سینٹ جانسن کالج لاہور نے کلام الٰہی سے ورد پڑھے۔ پادری بیوپیر صاحب اور پادری اوپل صاحب نے دعائیں کیں اور اس کے بعد مسٹر بی۔ ایل رلیا رام صاحب نے نہایت اختصار کے ساتھ این۔ ایم۔ ایس کے کام کا بیان کیا اور نقشہ ہند پر دکھایا کہ این۔ ایم۔ ایس کا کام ہند میں کہاں کہاں اور کس کس صورت میں ہو رہا ہے۔ سامعین نے نہایت توجہ کے ساتھ آپ کے بیان کو سنا۔ آپ کے بعد پادری ٹھاکر داس صاحب سٹیج پر کھڑے ہوئے۔ آپ نے اعمال ۱: ۱۳-۱۴ کا کلام سنایا اور اس بات کو صفائی سے ظاہر فرمایا کہ این۔ ایم۔ ایس کی ذمہ واری کو پورا کرنے کے لئے مسیحیوں کو عموماً اور این۔ ایم۔ ایس کے کارکنوں کو خصوصاً خدمت کی تیاری کی ضرورت ہے۔ مسیحیوں کی تیاری کا بیان فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ جب تک ہم میں روحانی تیاری نہ ہو تب تک این۔ ایم۔ ایس کے اغراض و مقاصد کی ہرگز تکمیل نہیں ہو سکتی ہے بیان نہایت مؤثر تھا ہمیں قوی امید ہے کہ اس کا نتیجہ حسب دلخواہ پیدا ہوگا

پولیس اور پبلک میں تعاون ہونا چاہئے

مسٹر ایچ۔ ٹی۔ چیٹ ایم۔ اے۔ آئی۔ سی۔ ایس کلکٹر اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ الہ آباد نے ایک موقعہ پر پولیس اور پبلک کے تعاون پر ایک زبردست تقریر فرمائی۔ جس میں پولیس اور پبلک کے باہمی تعاون پر قیمتی خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ آپ کی تقریر کا خلاصہ اس قدر ہے کہ ہندوستان کی بہت درجہ کی بہبودی پولیس اور پبلک کے باہمی تعاون پر منحصر ہے۔ پبلک پولیس پر اعتبار کرکے اسکی مدد کرے جب تک پبلک اور پولیس میں عدم تعاون رہیگا پبلک ہرگز خوشحال نہ ہوگی اور نہ پولیس کی خدمات سے فائدہ اُٹھائیگی۔ پولیس اور پبلک کو ایک دوسرے سے تعاون رکھنا چاہئے۔ اسی پر امن عامہ کا انحصار ہے۔ ہماری سمجھ میں آپ کا یہ مشورہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ تمام ملک میں جرائم کی ترقی یا اُن کا تنزل پولیس اور پبلک کے تعاون یا عدم تعاون پر منحصر ہے۔ پبلک جب پولیس کی طرف سے بدظن ہوکر جرائم کو چھپاتی ہے تو وہ اپنی بربادی کے خود سامان پیدا کرتی ہے۔ ایسے حال میں پولیس پبلک کی مدد کرنے سے عاجز ہے۔ کسی جرم کے ذمہ دار پر اگر پبلک پولیس کو مدد نہ دیوے اور پولیس شبہ میں اگر چند بے قصور لوگوں کو گرفتار کرکے انہیں سزا دلوا دیوے تو ایسے حال میں پولیس کے خلاف بولنا ہرگز حق بجانب نہیں ہو سکتا ہے۔ پبلک کو چاہئے کہ وہ پولیس کو اصلی ملزم کا سراغ دینے میں مدد کرے۔

حضور والیسرای ہند کی دیہاتیوں پر مہربانی

کرنال ۱۵ نومبر کی خبر ہے کہ ہزایکسیلنسی دی وائسرای اور لیڈی ارون کرنال ضلع میں تشریف فرما ہوئے اور مسٹر لطیف آئی۔ سی۔ ایس ڈپٹی کمشنر کرنال کے ہمراہ براول گاؤں میں پہنچے۔ مسٹر لطیف نے حضور کا انگریز سیاح کے نام سے دیہاتیوں سے تعارف کرایا۔ چوپال میں ڈی سی کے سلام کے لئے جو شرفاء دیہات آئے اُن کی بات چیت خوب غور سے سنی۔ جب حضور کرنال کو واپس تشریف لے گئے تو ڈی۔ سی نے لوگوں کو بتلایا کہ جو صاحب ابھی تشریف لے گئے ہیں۔ وہ تو حضور والیسرای ہند تھے تو لوگ حیران رہ گئے۔ اسی روز شام کو حضور اور لیڈی ارون نے ایک دوسرے گاؤں کا معائنہ کیا جسکا نام جراؤندا ہے اور وہاں کے غریبوں کے گھروں میں جا کر اُن کے حالات دریافت فرمائے۔ شام کی واپسی پر حضور صاحبزادہ ذوالفقار علی خان سندل کے ہاں ایک گھنٹے تک تشریف فرما رہے۔

نیشنل کرسچن کونسل کا فرقہ وارانہ فسادوں پر اظہار افسوس

کلکتہ ۱۳ نومبر کی خبر ہے کہ نیشنل کرسچن کونسل آف انڈیا سیلون اور برہما نے اپنے اجلاس میں فرقہ وارانہ فسادوں اور نقصانوں پر اظہار افسوس کیا جن میں ۳۰۰۰ جانوں کا نقصان ہوا ہے۔ کونسل نے اپنے ممبران اور سبھی خاص طور پر اس بات کی ضرورت تاکید فرمائی ہے کہ وہ صلح پسندی کی روش کی بلند حمایت کریں۔ وہ نہ صرف خود آپس میں صلح کے اصول کے کاربند ہوں بلکہ دوسروں سے بھی صلح و سلامتی کے تعلقات کو قائم رکھیں۔ کونسل نے صلح شکن اور نااتفاقی کی گہری کاروائیوں کو محسوس و معلوم کیا ہے۔ توجہ ہوئی ہے



کہ ملک کے مختلف مقاموں میں ان کی گہری تحقیقات کی جائے اور وہ اسباب مہیا کئے جائیں جو اس نا اتفاقی اور نفرت باہمی کو دور دفع کر سکیں۔ کونسل کو یقین ہے کہ تعلیمی درسگاہوں میں ان باتوں کا خاص کر خیال رکھا جائیگا۔

صوبوں کی کونسلوں اور اسمبلی کے ممبروں کے انتخابات

اخبارات میں ہفتوں سے صوبوں کی کونسلوں اور اسمبلی کے میمبروں کے انتخابوں پر بڑے زور شور سے ہو رہی ہے قریباً تمام صوبوں میں انتخاب ہو چکے پنجاب کونسل کے میمبران بھی منتخب ہو چکے ہیں۔ اس دفعہ انتخابوں میں پبلک نے نہایت سرگرمی سے حصہ لیا ہے۔ پبلک کے خیالات کو پریشان کرنے والی کوئی بات وجود میں نہیں آئی۔ پبلک نے میمبران کونسل اور اسمبلی کو ٹھنڈے دل سے منتخب کیا ہو منتخب میمبران کے نام بھی اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔ ہم صدق دل سے دعا کرتے ہیں کہ خدا اپنے جلال اور ملک ہند کی فلاح و بہبودی کے لئے میمبران کونسل اور اسمبلی کو ایسی سمجھ اور عقل عطا فرمائے کہ وہ گورنمنٹ کو ہر ایک معاملہ میں ایسا مشورہ دیں کہ جس سے حکومت اور رعیت میں خوش اعتقادی اور خوش اعتمادی کی ترقی ہو اور باہمی تعاون سے ملک کی آبادی امن و سلامتی کے ساتھ باقی جملہ نعمتوں کو زیادہ حاصل کرے جنکی اُسے ضرورت ہے۔

سرمایہ داروں اور مزدوروں کی باہمی مخالفت کا نقصان

لندن ۹ نومبر کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے پہلی مئی سے تا حال مزدوروں کی ہڑتال سے کوئلہ وغیرہ نہ نکالنے سے جو نقصان ہوا ہے اس کا اندازہ شمار ۲۵۰۰۰۰۰۰ پونڈ سے ۳۰۰۰۰۰۰۰ پونڈ تک کیا گیا ہے۔ اس میں وہ نقصان شامل نہیں ہے جو کوئلہ سے متعلقہ تجارت اور صنعت و حرفت کا ہوا ہے۔ اس نقصان کا تو اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔

کرنیل لین فاکس سکریٹری آف دی مائین نے بیان کیا ہے کہ پہلی مئی سے تا حال ۱۰۰۰۰۰۰۰ ٹن کوئلہ عام کانوں سے معمولی اندازے سے نکالا جا سکتا تھا۔ پہلی جون سے ۳۰ اکتوبر تک ۱۵۵۰۰۰۰۰ ٹن کوئلہ باہر سے منگایا گیا ہے۔

اطلاع

ناظرین کرام کی خدمتِ بابرکت میں نہایت ادب سے گذارش ہے کہ یہ خاکسار عدیم الفرصت ہونے کی وجہ سے آیندہ کے لئے نور افشاں کی خدمت سے دست بردار ہونا چاہتا ہے چنانچہ آج ہی سے اڈیٹری سے مستعفی ہو ساتھ ہی یہ بھی عرض ہے کہ نامہ نگاران و خریداران اخبار بیشتر سے بیشتر اڈیٹر جدید کی امداد فرمائیں تاکہ اخبار کی حالت ہمیشہ روبترقی رہے۔

۱۲ ۹/۲۶ خادمِ ناظرینِ نور افشاں
محمد اسمٰعیل

مشرقی یردن کا حکمران بھاگ گیا

لندن ۱۰ نومبر کی خبر ہے کہ یروشلم سے اطلاع ملی ہے کہ امیر عبد اللہ مشرقی یردن کا حکمران کیرس جزیرے کی طرف بھاگ گیا ہے۔ کیونکہ قبیلہ بنی سکر جو نے جو ایک زبردست قبیلہ ہے امیر سے بغاوت کر دی ہے۔ یہ قبیلہ گذشتہ تین سال سے بے چین چلا آتا تھا۔

لندن ۱۰ نومبر کی خبر ہے کہ یمن (عرب میں) اور اٹلی میں دوستانہ عہد و پیمان ہو گیا ہے۔ جنکا علاقہ تجارتی مفاد ہے۔

لندن ۱۰ نومبر کی خبر ہے کہ سوویٹ اور افغانستان دوستانہ تعلقات کے قیام کے لئے معاہدہ ہو چکا ہے۔ اس سے انگلش مفاد کو نقصان نہ پہنچیگا۔

ایشیائی اقوام کانگ کے متعلق جو اخبارات میں مجرشائع ہوئی تھی۔ اسکی بابت خبر ہے کہ انگورہ گورنمنٹ کو ایسی کسی لیگ کا کچھ علم نہیں ہے۔

ہماری بائبل اور مسلم علما

اخبار کوکب ہند دہلی لکھتا ہے کہ جناب پادری غلام مسیح صاحب اڈیٹر نور افشاں لاہور مسیحی دنیا میں ایک مشہور و محترم وجود ہیں آپ نے حال ہی ایک کتاب ہماری بائبل اور مسلم علما تصنیف فرما کر بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ فرما دیا ہے۔ مسلمانوں نے مسیحی دنیا کے مقابلہ میں ایک غلط طریق یہ اختیار کیا کہ کتاب مقدس میں نقلی تحریف پر زور دینے لگے۔ حالانکہ اصل کتاب کو سامنے رکھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ بائبل کے تراجم میں اختلاف ہے۔ یہ کوئی ایسی عجیب بات نہ تھی۔ جو صرف بائبل سے مخصوص ہو۔ . . . . . .

جناب پادری غلام مسیح صاحب نے بھی اس کتاب میں بہت سے علمائے اسلام کے خیالات عدم تحریف بائبل کے متعلق نقل کئے ہیں۔ اسباب میں بہت سے علماء متقدمین کی آراء بھی مل سکتی تھیں۔ جنہیں اس کتاب میں جگہ دینا قابل مفید ہوتا۔ تاہم جو کچھ ہے مفید ہے۔ جہاں بائبل کی عظمت و اشاعت پر لکھا ہے نہایت ہی خوب لکھا ہے۔ . . .

اس میں شک نہیں کہ عدم تحریف بائبل کے ثبوت میں یہ کتاب بحیثیت مجموعی اچھی کتاب ہو۔

ترکی خواتین کس قدر آزاد ہیں

ترکی مستورات صدیوں تک حرم میں بند رہیں۔ مگر اب وہ آزاد ہو گئی ہیں۔ مسٹر نیوٹس منشان کے ایک اخبار میں اس انقلاب کے متعلق لکھتے ہیں۔ جو بہت قلیل عرصہ کے اندر اس ملک میں ظہور میں آیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

جب میں پچھلی دفعہ ترکی میں تھا تو تمام عورتیں نقاب پوش تھیں۔ اور سر سے پاؤں تک خشک کی طرح سیاہ برقع میں لپٹی ہوئی بازاروں میں گذرتی تھیں مگر انکی آنکھیں ہی بمشکل نظر آتی تھیں۔ بلکہ سر پر چھتریاں لگا لیتی تھیں اور ناقابل شناخت سایہ کی طرح تھیں۔ لیکن اب ترکی

عورتیں بالکل اسی طرح کا لباس پہنتی ہیں جیسا کہ مہذب ممالک کی عورتیں - وہ اپنے ہونٹوں کو سرخ رنگتی ہیں ۔ گالوں اور بھوؤں پر پوڈر لگاتی ہیں - بالوں کو کٹواتی ہیں ۔ گردنیں برہنہ رکھتی ہیں ۔ گھٹنوں تک فراک پہنتی ہیں اور گلابی ریشم کے موزے ٹخنوں تک ۔ عجیب ۔ ترکی خواتین نے آزادی کے میدان میں پہلے قدم رکھا ان پر لوگوں نے انگلیاں اٹھائیں جیسا کہ ہر ملک میں مصلحان کو نکتہ چینی بنتا پڑتا ہے ۔ اور میں سنتا ہوں کہ اناطولیہ کے بعض حصوں میں اور دوسرے بیرونی مقامات پر ان آزاد عورتوں پر اب تک طعن کئے جاتے ہیں ۔ یہ عورتیں علانیہ سگرٹ پیتی ہیں اور قہوہ خانوں میں جاتی ہیں ۔ اور ساری ساری رات ناچتی ہیں ۔ وہ غیر مردوں سے آزادی کے ساتھ باتیں کرتی ہیں ۔ یہ آزادی چند برسوں میں ہی حاصل ہو گئی ہے ۔ جس کا سہرا حلیدہ خانم کے سر ہے ۔

(رہندے ماترم)

خبریں

ہانگ کانگ ۱۳ نومبر ۔ "آرتی" نامی فرانسیسی جہاز پر جو جیفانگ سے ہانگ کانگ آرہا تھا خلیج بیاس کے قریب ۲۶ ڈاکوؤں نے حملہ کیا ۔ ڈاکوؤں نے چوکیدار کو مار ڈالا اور پچاس ہزار ڈالر کی رقم جو کمپوڈی سے ہانگ کانگ اور شنگھائی کے بنک کے پاس جارہی تھی لے لی ۔ ڈاکوؤں نے مسافروں کا مال بھی لوٹا جس کی قیمت کا اندازہ ۲۰ ہزار ڈالر کیا جاتا ہے ۔

(ر)

رگبی ۱۴ نومبر ۔ دارالعوام کے اجلاس میں ایک سوال کے جواب میں وزیر داخلہ نے بتایا کہ ان کے پاس جو اعداد و شمار موجود ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت تک روس سے برطانوی کانکنوں کو کل دس لاکھ ۷۰ ہزار پونڈ کی امداد پہنچی ہے ۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ حکومت کی طرف سے اس بات کی کوشش نہیں کی گئی کہ یہ رقم نہ آئے

(ر)

لیفرد ۱۴ نومبر ۔ بھاری بارشوں کی وجہ سے بغداد و بصرہ ریلوے لائن ۱۲ مقامات سے بہ گئی ۔ جن میں سے ۸ کی مرمت ہو گئی ہے ایک حصہ ۴۰۰ فٹ طویل اور ۹ فٹ گہرا ہے ۔

(ر)

اخبار ہندوستان لکھتا ہے کہ کانپور میں ۴۰۰ جنگلی عیسائی بنائے گئے ہیں ۔

ٹی بیلی شاہ گیلانی

آپ پادری احمد شاہ صاحب (جگراؤں) کے صاحبزادے ہیں جو جالندھر ڈویژن سے غیر مسلم صاحبان کی طرف سے اسمبلی کی ممبری کے لئے کھڑے ہوئے ہیں ہم اپنے مسیحی دوستوں سے جو جالندھر ڈویژن میں ہیں التماس کرتے ہیں کہ وہ مقدور بھر کوشش کر کے اپنے اپنے علاقہ کے غیر مسلم صاحبان سے جو ووٹ دینے کا حق رکھتے ہیں ووٹ دلائیں تاکہ مسٹر گیلانی صاحب اسمبلی کے ممبر انتخاب ہو سکیں ۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ ہندوستان سے ایک مسیحی صاحب اسمبلی کی ممبری کے لئے کھڑے ہوئے ہیں ۔

نیویارک کے اخبارات ساری میں ہیں کہ مسٹر اڈیسن کی تازہ ترایجاد یہ ہے کہ ۴۰ منٹ تک چلنے والا گرامو فون ریکارڈ نکالا ہے جس کا قطر ۱۲ انچ ہے اور امریکہ میں جس کی قیمت ۱ شلنگ ۹ پنس ہے ۔ ۲۴ منٹ تک چلنے والا ریکارڈ ۱۰ انچ قطر کا ہے ۔ اس کی قیمت ۷ شلنگ ۳ پنس ہے ۔ ان ریکارڈوں میں بال کے برابر باریک خط ہیں ۔ ۱۲ ۔ ۱۰ انچ قطر کے ریکارڈ کے تمام خط ½۴ میل طویل ہیں

(بندے ماترم)

نور افشاں کو شوق سے پڑھتے رہئے ۔

انعامی اُردو کتابیں

آگیا اگلی بار ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بالکل نیا اشتہار

یہ وہ کتابیں جنہیں آپ اپنے دوستوں اور عزیزوں کو کرسمس یا اس قسم کے دیگر مبارک تیوہاروں کی خوشی میں بطور تحفہ دے سکتے ہیں ۔

شہیدان کا رفیق یا قدیم مسیحیوں کا تذکرہ ۔ باتصویر ۔ قدیم مسیحیوں کو ایمان کے اظہار کے باعث جن جن تکلیفوں اور مصیبتوں سے واسطہ پڑا ان کی رقت خیز اور دردناک کہانی جس کے پڑھنے سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ صفحہ ۴۰۰ ۔ عہ ۳/ مجلد کپڑا عہ مجلد کپڑا ؎

طیطس یا رفیق صلیب ۔ مسیح کے ساتھ جو دو چور مصلوب ہوئے ۔ ان میں سے ایک کے حالات جسے پڑھکر آپ یقیناً مستفیض اور خوش ہونگے ۔ صفحہ ۲۹۲ ۔ مجلد کپڑا ۱۲/

مسیحی کا سفر مکمل ۔ از جان بنین صاحب ۔ روحانی زندگی کے سفر کی مشکلات اور تجربات کا وہ فیض بخش بیان ہے ۔ جس سے ہر ایماندار کو دلی تسکین اور ایمانی تقویت حاصل ہوتی ہے ۔ باتصویر صفحہ ۴۳۶ ۔ عہ ۲/ مجلد عہ کپڑا عہ ۔

رومۃ الکبریٰ کی آتشزدگی ۔ نیرو قیصر روم کے عہد حکومت کا ایک عجیب تاریخی واقعہ ۔ ناول مع ضمیمہ پولوس و پطرس کی وفات اور نیرو کی موت صفحہ ۳۱۸ ۔ ۱۲/

مسیحی کا سفر حصہ اول بنین باتصویر ۔ یہ اس کتاب کا صرف پہلا حصہ ہے ۔ خوبصورت کپڑے کی جلد صفحہ ۲۱۶ عہ بلا تصویر ۲/

بن حور یا مسیح موعود کی داستان مسیح کے حالات دلکش ناول کے پیرایہ میں پڑھنے ہوں تو اس سے بڑھکر کوئی دوسری کتاب نہیں صفحہ ۳۹۶ عہ ۲/ مجلد عہ اور کپڑا عہ اور چمڑا ؎ ۔

چراغ کلام صبح و شام کی روزمرہ تلاوت کلام اللہ مع مقررہ صفحہ ۴۰۰ مجلد عہ کپڑا ۱۲/ ملنے کا پتہ :-

سکرٹری پنجاب رلیجس بک سوسائٹی

انارکلی ۔ لاہور

اگر اگر ہمارے نمائیندوں کی رائے تو ہمارے اختیار میں ہے۔ اسی رائے کے ذریعہ ہم یہ جائز مطالبہ کریں کہ اس ضابطہ کو موجودہ شکل میں اس اجلاس میں ہرگز منظور نہ کیا جائے۔

مسیحی کلیسیا کا خادم۔ برکت اللہ

از نارووال

روح سے معمور زندگی

نمبر ۴

نئی پیدائش سے جدا ہے

ناظرین روح سے معمور زندگی ایک اعلیٰ بخشش اور برکت ہے۔ روح سے پیدا ہونا اس سے جدا ہے۔ بعض مسیحیوں کا یہ خیال ہے کہ ہر ایک مسیحی اپنے میں روح القدس رکھتا ہے اور یہ بات تسلیم کرنے کے قابل ہے کیونکہ لکھا ہے لیکن تم جسمانی نہیں بلکہ روحانی ہو بشرطیکہ خدا کا روح تم میں بسا ہوا ہو۔ مگر جس میں مسیح کا روح نہیں وہ اُس کا نہیں۔ رومی ۸: ۹ اور نہ کوئی روح القدس کے بغیر کہہ سکتا ہے کہ یسوع خداوند ہے ۱ کرنتھی ۱۲: ۳ لیکن روح القدس کا رکھنا اور اُس سے معمور ہونا دو جدا جدا باتیں ہیں۔ جہلم دریا جہلم کے کنارہ پر مقیم ہے۔ یہ دریا ہمیشہ بہتا رہتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو اس دریا کے نزدیک بسے ہوئے ہیں ہمیشہ اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ یہ دریا کب اُچھلیگا تاکہ اراضیات جو برلب دریا ہیں سیراب ہوں۔ دریا کا ہمیشہ بہنا اور بات ہے لیکن دریا کا سیلاب پر آنا دوسری بات ہے۔ دریا جہلم کا سیلاب میں آنا مواضعات ملحقہ کی تنگی کو دور کرتا ہے۔ جب لوگوں کی اراضیات سیلاب سے سیراب ہوتی ہیں تو لوگوں کو خود بخود اس بات پر آمادہ ہونا پڑتا ہے کہ دریا ہذا اب پانی سے لبریز ہے۔ اسی طرح مسیحی کا روح سے معمور ہونا دنیا کی نجات کا باعث ہو۔ جب ہم سب مسیحیوں کی یہ خواہش ہے کہ غیر مسیحی نجات پائیں تو روح سے معمور ہونیکی اشد ضرورت ہو۔ جیسا کہ خدا کے کلام سے ثابت ہو کہ جس وقت کسی شخص کی تبدیل ہو جاوے تو اسی وقت اسکو روح سے معمور ہونا چاہئے۔ جیسا کہ کرنیلیس اور اس کے دوستوں کی تبدیلی میں ہوا۔ اعمال ۱۰: ۴۴ سے ۴۸ وہ ایمان لائے اور بچ گئے۔ اور روح پاک کے انعام کو حاصل کیا۔ اسی دن اُن کا بپتسمہ ہوا۔ لیکن یہ بڑی غلط فہمی ہے کہ بپتسمہ کے وقت ہی روح القدس کی معموری حاصل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ بائبل کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسی باتیں ہمیشہ اسی وقت سرزد نہیں ہوا کرتی ہیں (۱) مسیح کے شاگردوں کو لیا جائے اعمال ۲: ۴ میں مذکور ہے کہ وہ سب روح القدس سے بھر گئے۔ اس سے پیشتر یہ لوگ در اصل اپنے میں روح پاک رکھتے تھے۔ کیونکہ جب خداوند نے ان کو بلایا اور وہ تبدیل ہوئے تو روح پاک اُن کو مل گیا اور خداوند کے زندہ ہونے کے بعد اور آسمان پر جانے سے پہلے اس نے یہ کہکر اُن پر پھونکا اور کہا کہ تم روح القدس لو۔ یوحنا ۲۰: ۲۲۔ البتہ ان کو روح القدس مل گیا تھا۔ لیکن ہم کو پاک کلام کے مطالعہ سے یہ کہیں نہیں ملتا کہ مسیح کے آسمان پر جانے سے پہلے وہ روح القدس سے معمور ہو گئے تھے۔ پاک کلام میں یہ پایا جاتا ہے کہ مسیح کے آسمان پر جانے کے بعد اس وعدہ کی تکمیل میں جبکہ روح القدس کی انتظاری میں ایک بڑے بالاخانہ میں جمع ہو کر اور ایک دل ہو کر دعا کرتے تھے۔ تب اُن پر روح القدس پورے طور پر نازل ہوا اور وہ اس سے معمور ہو گئے (یوحنا ۷: ۳۹ اس نے یہ بات اس روح کی بابت کہی جسے وہ پانے کو تھے۔ جو اس پر ایمان لائے۔ کیونکہ روح اب تک نازل نہ ہوا تھا اس لئے کہ یسوع ابھی اپنے جلال کو نہ پہنچا تھا) اگرچہ وہ پہلے سچے مسیحی تھے لیکن روح القدس کی معموری بعد ازاں ہوئی (۲) اسی طرح اگر سامریوں کے مسیحی ہونے پر ہم غور کریں جنکے درمیان فلپس نے منادی کی تو اُن کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے اُن کے درمیان فیلبس نے اپنا کام کیا اور وہ ایمان لائے اور بپتسمہ پایا لیکن روح کی معموری اُن کو اس وقت حاصل نہ ہوئی تھی جب تک کہ پطرس رسول اور یوحنا رسول نے اُنکے درمیان آکر دعا نہ کی تھی۔ پطرس اور یوحنا نے فلپس کے کام کو مکمل کیا۔ اعمال ۸: ۱۵-۱۷

پنجاب میں طبی امداد کا انتظام

ہز ایکسیلنسی گورنر بہادر پنجاب کی تصریحات

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

مورخہ ۱۰ نومبر کو ہز ایکسیلنسی حضور گورنر بہادر پنجاب نے گورنمنٹ ہاؤس لاہور میں لیڈی ڈاکٹروں کی انجمن کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر طبی انتظامات کے اعتبار سے ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہد حکومت کا زمانہ حاضرہ سے مقابلہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اب اس وقت تک کتنی عظیم ترقی ہو چکی ہے۔ اس وقت طبی امداد کے دائرہ نظام میں سات میڈیکل کالج اور پینتیس سو ۳۵۰۰ سے زیادہ سرکاری اور امدادی ہسپتال موجود ہیں۔ جن میں ہر سال تین کروڑ اسی لاکھ سے زیادہ مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے۔ ہز ایکسیلنسی نے فرمایا کہ واقعی ہم نے بیشک ترقی کی ہے لیکن اُس کے ساتھ ہی ہماری طبی امداد کی توسیع بھی اشد ضروری ہے۔ علاوہ ازیں طبی امداد مہیا کرنے کے متعلق ہمیں اپنے فرائض کی اہمیت و وسعت کا گہرا احساس پیدا ہو گیا ہے۔ اس وقت پنجاب میں دو کروڑ دس لاکھ لوگ ہیں جنکی خدمت کے لئے ۱۹۲۵ء میں ہمارے پاس صرف ۶۶۲ ہسپتال اور شفاخانے تھے۔ ان میں سوا لاکھ کے قریب مریض آتے تھے۔ بیرونی مریضوں کی تعداد ستاون لاکھ پچیس ہزار تھی۔ بہر حال یہ امر ہمارے لئے لائق ستایش ہے کہ ہم نے اس انتظام کو غیر مکتفی تسلیم کر لیا ہے۔ اور اب ہم نے یہ پروگرام مرتب کیا ہے کہ ۳۷۵ نئے شفاخانوں کا اضافہ کیا جائے۔ گویا دس مربع میل یا تیس ہزار لوگوں کے لئے ایک شفاخانہ مہیا کیا جائیگا۔

سال رواں میں نئے ہسپتالوں کی بہم رسانی

ہز ایکسیلنسی نے فرمایا کہ سال رواں کے آخر تک ۱۵۰ کے قریب نئے شفاخانے تعمیر ہو چکینگے۔ اور آئندہ سال ان ۷۵ کا اضافہ کیا جائیگا۔ طبی امداد کا معیار بلند کرنے کے لئے ہر تحصیل کے ہسپتالوں کا خرچ صوبہ کی آمدنی میں سے دے رہے ہیں۔ جناب ممدوح نے اس رائے کا اظہار فرمایا کہ اس قسم کا ایک طریق کار اختیار کر لینا بہتر ہے۔ تاکہ ہم کسی خاص نتیجہ پر پہنچ سکیں۔ موجودہ پروگرام سے کم سے کم یہ نتیجہ تو برآمد ہوگا کہ سارے پنجاب میں آنے والے

اسکو بہتر بنانے کی کوشش کرینگے۔

عورتوں کے لئے طبی امداد

عورتوں کے لئے طبی امداد کی بہم رسانی کے متعلق ہز ایکسیلنسی نے فرمایا کہ ساٹھ لاکھ اندرونی اور باہر کے مریضوں میں سے بیس لاکھ مریض عورتوں اور لڑکیوں پر مشتمل ہیں۔ جناب ممدوح نے فرمایا کہ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ جو طبی امداد ان کے لئے بہم پہنچائی گئی ہے وہ نقائص سے خالی رہی۔ لیکن میرا خیال ہے کہ یہ امر میڈیکل افسروں کے لئے لائق تعریف ہے کہ وہ اس قدر عورتوں اور لڑکوں کا اعتماد حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ جب تک ایسے ہسپتال تعمیر نہیں کئے جائینگے جو اول سے آخر تک بالکل عورتوں کی طبی امداد کے لئے وقف ہوں ان کی خدمت بوجہ احسن نہیں کی جاسکتی فی الحال زنانہ ہسپتالوں اور شفاخانوں کی تعداد ۳۶ ہے۔ اور گذشتہ سال ان میں دو لاکھ اسی ہزار عورتوں اور لڑکیوں کا علاج ہوا۔ ہز ایکسیلنسی نے اس امر پر اظہار طمانیت فرمایا کہ وزارت تعلیم نے اپنے پروگرام میں ایسا التزام رکھا ہو۔ کہ ہر ایک ضلع کے صدر مقام میں ایک زنانہ ہسپتال ہوگا اور ہر تحصیل کے ہر اس ہسپتال میں جسکا خرچ صوبہ کی آمدنی سے پورا ہوگا ایک سند یافتہ لیڈی ڈاکٹر کے ماتحت ایک زنانہ ہسپتال وارڈ رکھا جائیگا تقریر کے خاتمہ پر ہز ایکسیلنسی نے فرمایا کہ ہمیں اعلےٰ قابلیت کی زنانہ ڈاکٹروں کی مزید ضرورت ہوگی اور ہمیں بہت بڑی تعداد میں زنانہ اسسٹنٹ سرجن اور سب اسسٹنٹ سرجن درکار ہونگے۔ وسیع پیمانہ پر طبی انتظامات کا پورا فائدہ اسی حالت میں اٹھایا جاسکتا ہے۔ جب زنانہ ہسپتالوں کا انتظام لیڈی ڈاکٹروں کے ہاتھوں میں ہو گذشتہ زمانہ میں بہت سی لیڈی ڈاکٹروں نے پنجاب میں نہایت جانفشانہ خدمت کی ہے۔ اور پنجابی گھروں میں ابھی تک انہیں محبت سے یاد کیا جاتا ہے۔

اطلاع

ملٹری کالج ڈیرادون کے امیدواروں کے لئے

ملاقات کا دن

اخبارات کے نام جو اطلاع مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۲۶ء سر شائع کی گئی تھی۔ اس کے پیرا ۸ کے حوالہ سے یہ امر بغرض اطلاع عام مشتہر کیا جاتا ہے کہ پرنس آف ویلز رائل انڈین ملٹری کالج ڈیرادون میں داخلہ کے لئے جن امیدواروں نے درخواست کی ہے ان کے ساتھ ہز ایکسیلنسی گورنر بہادر۔ اور ممبران سلیکشن کمیٹی (مجلس انتخاب) مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۲۶ء بروز پیر بوقت ڈھائی بجے بعد دوپہر گورنمنٹ ہاؤس میں ملاقات فرمائینگے

لاہور ۱۳/۱۱/۲۶ مظفر خاں

(ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب)

علاج الطیور

ڈاکٹر صدیق حسن بنی صاحب جی۔ پی۔ وی۔ سی لاہور نے یہ قیمتی اور مفید رسالہ تصنیف فرما کر نہ صرف گھریلو اور پالو پرندوں ہی پر احسان فرمایا ہے جو بے علاج آجتک مرتے رہے ہیں بلکہ ان اصحاب پر کمال درجہ کا احسان کیا ہے جنکو مرغی بطخ نیل مرغ۔ تیتر۔ کبوتر اور دیگر پرند پالنے کا شوق ہے۔ اس رسالہ میں ڈاکٹر صاحب نے پرندوں کی بیماریوں کا۔ انکے عوارض و اسباب و علامات کا اور ہر ایک بیماری کے علاج معالجہ کا نہایت عام فہم زبان میں مفصل و باتشریح بیان فرمایا ہے۔ علاج الطیور یہ پہلی جامع کتاب ہے جو ہمارے علم و نگاہ میں آئی ہے۔ جو اصحاب گھریلو پرند رکھتے ہیں یا جنہیں ان کے پالنے کا شوق ہے انہیں یہ کتاب ضرور اپنے پاس رکھنا چاہیے۔ ضخامت کتاب ۸۰ صفحہ کی ہے۔ ہر کتاب میں درپا بند کیا گیا ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلےٰ ہے قیمت برائے نام صرف ۸ر ہے۔

حکیم روح اللہ صاحب نقانی بک ڈیپاٹ کوچہ تیرگراں۔ موچی گیٹ لاہور

سے طلب فرمائیں۔

توسیع اشاعت کیجئے

نور افشاں کی توسیع اشاعت کے لئے سرگرم کوشش کیجئے +

یوئنگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ ورنیکلر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کردی ہیں اور [illegible] اسکو [illegible] کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے۔ خرچ خوراک ورنیکلر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے بکلاس میں سرکاری فیس ہے متفرق اخراجات عہ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ بموجب نئے انتظام چالیس فیصدی غیر مسیحی بھی داخل ہوسکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جز [illegible] عہ سے الہ تک [illegible] عہ سے عہ تک۔

مزید حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہوسکتے ہیں۔

تین بہت ریونکی حکمی دوائیں عہ/۱۳

(۱) دمہ خشک ہو یا تر نیا ہو یا پرانا مجرب ادویہ طبیہ (۱۱) ہر روز ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہوجاتا ہے۔ قیمت فی عہ ایک روپیہ۔

(۲) ہر قسم کی کمزوری دور کرنے میں لاثانی اور مجرب دوا ہے خواہ کیسی ہی کمزوری ہو قیمت فی شیشی عہ

(۳) اس کے استعمال سے روزانہ تپ۔ چوتھیہ بخار۔ پہلے ہی دن رک جاتا ہے۔ ورنہ دوسرے دن تو فوراً ہی بفضل خدا رک جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

ڈاکٹر ای۔ این۔ او بیڈا ایر۔

خورجہ۔ ضلع بلند شہر

بابو بی۔ ڈی۔ پیرسے چند کلارک صاحب ایم۔ اے ایڈیٹر نور افشاں ایجرٹن روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا۔